

خطبہ (۱۱)

جب جنگ جمل میں علم اپنے فرزند محمد بن حفیہ ط کو دیا تو ان سے فرمایا:

پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں مگر تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اپنے دانتوں کو بچینج لینا، اپنا کاسہ سر اللہ کو عاریت دے دینا، اپنے قدم زمین میں گاڑ دینا، لشکر کی آخری صفوں پر اپنی نظر رکھنا اور (دشمن کی کثرت و طاقت سے) آنکھوں کو بند کر لینا اور یقین رکھنا کہ مددخدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

--☆☆--

(۱۱) وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

لَا بَنِيهِ مُحَمَّدٌ بْنُ الْحَنْفِيَّةِ لَكَ آعْطَاهُ
الرَّأْيَةَ يَوْمَ الْجَمْلِ:
تَرْؤُلُ الْجِبَالُ وَ لَا تَرْزُلُ، عَضَّ عَلَى
نَاجِذِكَ، أَعِرِ اللَّهَ جُنْجُمَتَكَ، تِدْ فِي الْأَرْضِ
قَدَمَكَ، إِرْمِ بَصَرِكَ أَقْصَى الْقَوْمِ، وَ عُضَّ
بَصَرَكَ، وَ اعْلَمُ أَنَّ التَّضَرَّعَ مِنْ عِنْدِ
اللَّهِ سُبْحَانَهُ.

-----☆☆-----

محمد بن حفیہ

ط

”محمد ابن حفیہ“ امیر المؤمنین علیہم السلام کے صاحزادے تھے اور مادری نسبت سے انہیں ”بن حفیہ“ کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ گرامی کا نام ”خولہ بنت جعفر“ تھا جو قبیلہ بنی حنفیہ کی نسبت سے ”حنفیہ“ کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔ جب اہل یامام کو زکوٰۃ کے روک لینے پر متقدار دے کر قتل و غارت کیا گیا اور ان کی عورتوں و کنیزوں کی صورت میں مدینہ لا لایا گیا تو ان کے ساتھ آپ بھی وارد مدینہ ہوئیں۔ جب ان کے قبیلہ والے اس پر مطلع ہوئے تو وہ امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے خواہش کی کہ وہ انہیں کنیزی کے داغ سے بچا کر ان کی خاندانی عرت و شرافت کو بچائیں۔ چنانچہ حضرتؐ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا اور بعد میں ان سے عقد کیا اور ”محمد“ کی ولادت ہوئی۔

بیشتر مورخین نے ان کی کنیت ”ابوالقاسم“ تحریر کی ہے۔ چنانچہ صاحب استیعاب نے ابو راشد ابن حفص زہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

میں نے صحابہزادوں میں سے چارا یہی افراد بیکھرے ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی:

(۱) محمد ابن حفیہ، (۲) محمد ابن ابو بکر، (۳) محمد ابن طلحہ، (۴) محمد ابن سعد۔

اس کے بعد تحریر ہے کہ:

”محمد ابن طلحہ“ کا نام اور کنیت پیغمبر ﷺ نے رکھی تھی۔

اور واقعی نے لکھا ہے کہ: محمد ابن ابی بکر کا نام اور کنیت حضرت عائشہ نے تجویز کی تھی۔

۱۔ الاستیعاب فی معرفة الصحابة، ابن عبد البر، ج ۳، ج ۱، ۱۳۷۲-۱۳۷۳ م: مطبوعہ دار الحکیم، بیروت، ۱۹۹۲ء، طبعہ اولی۔

۲۔ الاستیعاب فی معرفة الصحابة، ج ۳، ج ۱، ۱۳۶۶ م: ۱۳۶۶ء۔

نظاہر پیغمبر کرم ﷺ کا محمد ابن طلحہ کیتے اس نام اور کنیت کو جمع کر دینا درست نہیں معلوم ہوتا، یکونکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے اس کو امیر المؤمنین علیہ السلام کے ایک فرزند کیلئے مخصوص کر دیا تھا اور ”وَ مُحَمَّدٌ بْنُ حَنْفِيَةَ“ تھے۔ چنانچہ ابن خلکان نے محمد ابن حنفیہ کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے:

وَ آمَّا كُنْيَتُهُ بِأَيِ الْقَابِسِ فَيَقُولُ: إِنَّهَا رُخْصَةٌ هِنْ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الْكَلَمُ، وَ إِنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: سَيُوْلُدُ لَكَ بَعْدِيْ عَلَامٌ وَ قَدْ تَحْلُّهُ اسْمِيْ وَ كُنْيَتِيْ وَ لَا تَحْلُّ لَأَحَدٍ مِنْ أَمْقَتِيْ بَعْدَهُ.

لیکن ان کی کنیت ابوالقاسم اس بنا پر تھی جو کہا جاتا ہے کہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصی اجازت تھی کہ آپ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا کہ: میرے بعد تمہارے ہاں ایک لاکا پیدا ہوگا، میں نے اسے اپنا نام اور اپنی کنیت عطا کی ہے اور اس کے بعد میری امت میں سے کسی کیلئے اس کنیت اور نام کو جمع کرنا جائز نہ ہوگا۔ (وفیات الاعیان، ج ۱ ص ۲۲۹)

اس قول کے پیش نظر یونکری صحیح سمجھا جاسکتا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے اس نام اور کنیت کو کسی اور کیلئے بھی جمع کر دیا ہوگا، جب کہ خصوصی اجازت کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو اور پھر بعض لوگوں نے ”بن طلحہ“ کی کنیت ”ابوالقاسم“ کے بجائے ”ابالیمان“ تحریر کی ہے جس سے ہمارے مسلک کو مزید تائید حاصل ہوتی ہے۔ یوں ہی محمد ابن ابی بکر کی کنیت اگر اس بنا پر تھی کہ ان کے بیٹے کا نام قاسم تھا جو فقہائے مدینہ میں سے تھے تو حضرت عائشہ کے کنیت تجویز کرنے کے کیا معنی؟ اور اگر نام کے ساتھ ہی کنیت تجویز کر دی تھی تو بعد میں محمد بن ابی بکر نے اس چیز کو یونکر کر لیا ہوگا، جب کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے زیر سایہ پر ورش پانے کی وجہ سے پیغمبر ﷺ کا یہ ارشاد ان سے منحصری نہیں رہ سکتا تھا اور پھر یہ کہ اکثر لوگوں نے ان کی کنیت ”ابو عبد الرحمن“ لکھی ہے جس سے ابو راشد کے قول کو ضعف پہنچتا ہے۔

ان لوگوں کی کنیت کا ابوالقاسم ہونا تو درست اخود ابن حنفیہ کی بھی یہ کنیت ثابت نہیں ہے۔ اگرچہ ابن خلکان نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے اس فرزند سے کہ جس کیلئے پیغمبر ﷺ نے یہ خصوصیت قرار دی ہے محمد ابن حنفیہ ہی کو مراد لیا ہے، مگر علامہ مقامقانی تحریر کرتے ہیں کہ:

هَذَا التَّصْلِيْثُ مِنِ ابْنِ خَلَّاكَ اشْتَبَاهَ، وَ إِنَّمَا الْمَرَادُ بِالذَّكَرِ الَّذِي يُوْلُدُ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَا يَحْلُّ لِغَيْرِهِ الْجَمْعُ بَيْنَ اسْمِهِ وَ كُنْيَتِهِ عَلَيْهِ، هُوَ الْحَاجَةُ الْمُنْتَظَرُ أَرْوَاهُنَا فِدَاهَ دَوْتَهُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحُنْفَيْيَةِ، وَ كَوْرُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحُنْفَيْيَةِ أَبَا الْقَاسِمِ غَيْرُ مُسْلِمٍ، وَ إِنَّمَا ذَكَرَهُ بَعْضُ الْحَامِمَةِ عَفْلَةَ عَنِ الْمَرَادِ بِالْوَلَدِ الْمُدْكُورِ فِي النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اس حدیث کو محمد ابن حنفیہ پر منطبق کرنے میں ابن خلکان کو اشتباہ ہوا ہے، یکونکہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے اس فرزند سے مراد کہ جس کے علاوہ کسی اور کیلئے نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز نہیں ہے، وہ حضرت جدت (اروا حاتفہ) میں نہ محمد ابن حنفیہ اور نہ ان کی کنیت ابوالقاسم ثابت ہے، بلکہ اہل سنت نے مراد پیغمبر سے غافل رہنے کی بنا پر اس سے محمد ابن حنفیہ کو مراد لے لیا ہے۔

بہر حال محمد ابن حفییہ صلاح و تقویٰ میں نمایاں، زہد و عبادت میں ممتاز، علم و فضل میں بلند مرتبہ اور باپ کی شجاعت کے ورشہ دار تھے۔ جمل و صفحین میں ان کے کارناموں نے ان کی شجاعت و بے جگری کی ایسی دھاک عرب پر بُحدادی تھی کہ اچھے اچھے شاہزور آپ کے نام سے کانپ اٹھتے تھے اور امیر المؤمنین علیہ السلام کو بھی ان کی ہمت و شجاعت پر ناز تھا اور ہمیشہ معروفوں میں انہیں آگے رکھتے تھے۔

چنانچہ شیخ بہائی علیہ الرحمہ نے شکول میں تحریر کیا ہے کہ:

علی ابن ابی طالب علیہ السلام انہیں جنگوں میں پیش پیش رکھتے تھے اور حسن و حمیں علیہما السلام کو معروفوں میں پیش قدی کی اجازت مددیتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ: «هُوَ لَبِيْقٌ وَهُمَا ابْنَا رَسُولِ اللَّهِ»: یہ میرا بیٹا ہے اور وہ دونوں رسول علیہما السلام کے بیٹے ہیں، اور جب ایک خارجی نے ابن حفییہ سے یہ کہا کہ: علی تمہیں جنگ کے شعبوں میں ڈھکیں دیتے میں اور حسن و حمیں مگر بچا لے جاتے میں تو آپ نے کہا کہ: «أَكَانْ يَعْيِنُهُ وَهُمَا عَيْنَتَا هُ فَهُوَ يَدْفَعُ عَنْ عَيْنَيْهِ يَعْيِنُهُ»: ”میں ان کا دست و بازو تھا اور وہ دونوں بمنزلہ آنکھوں کے تھے اور وہ ہاتھ سے آنکھوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔“^۱

لیکن علامہ ماما قانی نے تنقیح المقال میں لکھا ہے کہ:

یہ ابن حنیف کا جواب نہیں بلکہ خود امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب جنگ صفحین میں محمد نے شکوہ آمیز لمحے میں آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ: تو میرا ہاتھ ہے اور وہ میری آنکھیں ہیں، لہذا ہاتھ کو آنکھوں کی حفاظت کرنا پاہنچئے۔^۲

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے امیر المؤمنین علیہ السلام نے محمد ابن حفییہ کو یہ جواب دیا ہوگا اور بعد میں کسی نے محمد ابن حفییہ سے اس چیز کا ذکر کیا ہوا کہ تو انہوں نے اس جواب کو پیش کر دیا ہوگا کہ اس سے زیادہ بلیغ جواب ہونہیں سکتا اور اس جملہ کی بلاغت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ پہلے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی زبان بلاغت ترجمان ہی سے نکلا ہے کہ جسے بعد میں محمد ابن حفییہ نے اپنالیا ہے۔ اس لئے یہ دونوں روایتیں صحیح صحیحی جاسکتی ہیں اور ان میں کوئی منافات نہیں۔

بہر صورت آپ عہد ثانی میں پیدا ہوئے اور عبد الملک ابن مروان کے دور حکومت میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ سن وفات بعض نے ۸۰ ہا اور بعض نے ۸۱ ہلکھا ہے اور محل وفات میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے ” مدینہ“ بعض نے ”ایہ“ اور بعض نے ”لائف“ تحریر کیا ہے۔

۵۔ جب جنگ جمل میں محمد ابن حفییہ کو میدان کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا کہ: بیٹا کو و عنم و ثبات بن کر دشمن کے سامنے اس طرح جم جاؤ کہ تمہیں فوج کے ریلے جنہیں نہ دے سکیں اور دانت پیں کر دشمن پر حملہ کرو، یہونکہ دانت پر دانت جمالینے سے سر کے اعصاب میں تباہ پیدا ہو جاتا ہے

^۱ شکول شیخ بہائی، ج ۳ ص ۹۲۔

^۲ تنقیح المقال، ج ۳ ص ۱۱۲۔

جس سے توارکا اور اچٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا ہے:

وَعَضُّوا عَلَى النَّوَاجِذِ، فَإِنَّهُ أَثْبَى لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ۔

دانوں کو بھچ لو کہ اس سے توارکی دھار سر سے اچٹ جاتی ہے۔ ۶

پھر فرماتے ہیں کہ: بینا اپنا سر انہ کو عاریت دے دو، تا کہ اس حیاتِ فانی کے بد لے حیات باقی ماحصل کر سکو۔ یہونکہ عاریت دی ہوئی چیز کے وابس لینے کا حق ہوتا ہے، لہذا جان سے بے نیاز ہو کر لڑو۔ اور یوں بھی اگر خیال جان میں اٹکا رہے گا تو مہملکوں میں قدم رکھنے سے بچکو اور گے جس سے تمہاری شجاعت پر حرف آئے گا اور دیکھو اپنے قدموں کو ڈگمانے نہ دو، یہونکہ قدموں کی لغزش سے دشمن کی ہمت بڑھ جایا کرتی ہے اور اکھڑے ہوئے قدم حریف کے قدم جمادیا کرتے ہیں اور آخری صفوں کو اپنا مطلع نظر بناو تاکہ دشمن تمہارے عموم کی بلند یوں سے مرعوب ہو جائیں اور ان کی صفوں کو چیز کر بکل جانے میں تمہیں آسانی ہو اور ان کی نقل و حرکت بھی تم سے مخفی نہ رہے اور دیکھو ان کی کثرت کو نہ میں ملانا ورنہ حوصلہ پست اور ہمت لوث جائے گی۔ اس جملہ کے معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ: اس طرح آئیں چھاڑ کر نہ دیکھنا کہ ہتھیاروں کی چک دمک نکا ہوں میں خیر گی پیدا کر دے اور دشمن اس سے فائدہ اٹھا کرو اور کر بیٹھے۔ اور اس چیز کو ہمیشہ پیش نظر کھوکھ فتح و کامرانی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ ﴿إِنَّ يَنْصُرُ كُمَالَ اللَّهِ لَا غَالِبَ لَكُمْ﴾: ”اگر اللہ نے تمہاری مدد کی تو پھر کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔“ لہذا امدادی اسباب پر بھروسہ کرنے کے بجائے اس کی تائید و نصرت کا سہرا اڑھو ڈھونڈو۔

